کی اصلاح کے لیے بہت ضروری ہے (دسمبر کے ''اشراق'' میں بھی اسی قسم کا ایک مضمون ''اجتماعی دعاؤں'' کے حوالے سے اچھا آیا ہے)

خورشید عالم صاحب کا مضمون مجموعی طور پر باعثِ افادیت اور معیار کے لحاظ سے عمدہ ہونے کے باوجود اس میں بعض فنی تسامحات در آئے ہیں جن کی طرف اشارہ کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔

۱) ''جسے بخاری اور نسائی کے علاوہ......'' کی ترکیب درست معلوم نہیں ہوتی' اسے ''...... کے سوا'' ہونا چاہیے۔ مقالہ نگار کی اختیار کردہ ترکیب کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ بخاری اور نسائی نے بھی اسے روایت کیا ہے جو حقیقت کے برعکس ہے۔ ''سوا'' اور ''علاوہ'' کے معنی میں فرق ہے جسے ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔

۲) ص ۴۰ پر دی گئی حدیث کے الفاظ درست طور پر درج نہ ہو سکے' جو یوں ہونے چاہئیں:
''مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ' شَهْرٌ بِـعَشَرَةِ اَشْهُرٍ ' وَصَامَ سِتَّةَ اَيَّامٍ بَعْدَ الْفِطْرِ ' وَذٰلِكَ تَمَامُ سَنَةٍ''
(غلطیوں کو نشان زد کر دیا ہے)۔

۳) اس حدیث کو ''امام احمد نے مسند میں روایت'' نہیں کیا (جیسے موصوف نے لکھا ہے)' بلکہ یہ دارمی اور ابن ماجہ میں ہے' یہ الفاظ دارمی کے ہو سکتے ہیں' ابن ماجہ کے الفاظ اس سے مختلف ہیں۔

۴) اسے ثوبانؓ (صحابی) نے سعیدؒ (تابعی) سے نہیں (جیسا کہ موصوف فرماتے ہیں) بلکہ سعیدؒ نے ثوبانؓ سے روایت کیا ہے۔

۵) **"صیام الدّھر"** کا ترجمہ ''ہمیشہ کے روزے'' کیا گیا ہے' یہ درست نہیں۔ یہاں ''دہر'' سے مراد ''سال'' ہے' یعنی گویا اس نے پورے سال کے روزے رکھے۔

۶) **الروض المُربِع** کو **المُربع** اور **المستقنع** کو **المستنقع** لکھا گیا ہے۔ **(لا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ)**

۷) امام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کا جو حوالہ (جلد ۲۲' ص ۳۰۰) دیا گیا ہے' اس میں یہ آیت کہیں نہیں ملی' آیت تو آگے صفحہ ۳۱۱ پر ہے' مگر وہاں ابن تیمیہؒ کے یہ الفاظ مجھے نہیں ملے۔ شاید کسی اور جگہ ہوں یا غالباً مقالہ نگار نے ابن تیمیہؒ کی پوری بات کا خلاصہ بنا کر دے دیا ہے' اس صورت میں صرف ایک صفحے کا حوالہ ناکافی ہے۔

والسلام
مخلص عبدالحی

پروفیسر خورشید عالم صاحب کا وضاحتی مکتوب

محترم مدیر حکمت قرآن' سلام مسنون!

حکمت قرآن کے دسمبر کے شمارہ میں میرے مضمون ''شوال کے چھ روزے اور امام مالک کا مسلک'' سے متعلق ڈاکٹر عبدالحی ابڑو نے بعض تسامحات کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس بارے میں میری گزارشات یوں ہیں:

۱)''بخاری اور نسائی کے علاوہ'' کی جگہ ''بخاری اور نسائی کے سوا'' ہونا چاہیے تھا۔

۲) حدیث کو ثوبانؓ نے سعیدؒ سے نہیں بلکہ سعیدؒ نے ثوبانؓ سے روایت کیا ہے۔ دراصل میں نے زیر بحث مضمون پر نظر ثانی نہیں کی جس کی وجہ سے یہ تسامح ہوا ہے۔ بعض تسامحات کتابت کی غلطی کی وجہ سے سرزد ہوئی ہیں۔ مثلاً 'تمام السنة'' کی جگہ 'صیام السنة'' ہونا چاہیے تھا۔ اسی طرح کتاب الروض المربع' شرح زاد المستقنع کے لکھنے میں کتابت کی غلطی ہوئی ہے۔ اسے زیادہ سے زیادہ قلم کی لغزش کہا جا سکتا ہے۔ رہی فاضل تبصرہ نگار کی یہ بات کہ اس حدیث کو امام احمد نے روایت نہیں کیا' بالکل غلط ہے۔ کتاب الروض المربع' شرح زاد المستقنع' جلد سوم' صفحہ ۴۴۸ کے حاشیہ پر ہے کہ اس حدیث کو امام احمد' ابوداؤد اور ترمذی نے تین طریقوں سے روایت کیا ہے ۔ مجھے امید ہے فاضل تبصرہ نگار ریکارڈ درست کر لیں گے۔

فاضل تبصرہ نگار نے ''الدھر'' کے معانی جو ''سال'' بتائے ہیں وہ بالکل انوکھے ہیں۔ میں اسے قدرے تفصیل سے بیان کرنا چاہتا ہوں۔

الدھر : احمد بن فارس مقاییس اللغۃ' جلد اول میں فرماتے ہیں کہ اس لفظ کے بنیادی معنی غلبہ اور زبردستی کے ہیں' اور دہر کو دہر اس لیے کہا جاتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو ہلاک کر کے اس پر غالب آ جاتا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے نبی کریم ﷺ کی حدیث کا حوالہ دیا ہے کہ ((لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ' اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) ''زمانے کو برا مت کہو کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے''۔ حدیث صاف طور پر بتا رہی ہے کہ الدھر 'ابدیت'' (eternity) کے معنوں میں ہے۔

امام راغب کا قول ہے کہ: ''دہر اصل میں مدتِ عالَم کو کہتے ہیں' یعنی ابتدائے آفرینش سے لے کر اس کے اختتام تک''۔

(Time from the beginning of the world to its end)

مجازاً اس سے ہر طویل مدت مراد لی جاتی ہے۔ اس کے برعکس لفظ ''زمان'' تھوڑی اور زیادہ دونوں مدتوں کے لیے بولا جاتا ہے...... یہ لفظ قرآن حکیم میں دو مرتبہ استعمال ہوا ہے اور دونوں مرتبہ ابدیت اور لمبی مدت کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ﴾ (الدھر:۱) ''کیا انسان پر ایک لمبا عرصہ نہیں گزرا''؟ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَمَا يُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ﴾ ''ہمیں صرف (مرورِ) زمانہ ہلاک کرتا ہے''۔ ابوعبید کا قول ہے کہ جب عربوں پر کوئی مصیبت نازل ہوتی تو وہ کہتے: اباد نا الدهر (زمانے نے ہمیں نیست و نابود کر دیا) اتى علينا الدهر (زمانے نے ہمیں ہلاک کر دیا) ان مقامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ دھر کے معنی دُنیوی زندگی کا سارا عرصہ اور ابدالاباد ہیں۔ عربوں کا عقیدہ تھا کہ زمانہ ان کے دکھ سکھ کا ذمہ دار ہے۔ قرآن نے اس باطل عقیدے کی نفی کی ہے۔ ''المنجد'' میں دھر کو عصر کا مترادف کہا گیا ہے اور ''المعجم الوسیط'' میں اس کے معنی ''ایک ہزار سال یا ایک لاکھ سال'' لکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے دہر کے معنی ''سال'' ناممکن ہیں' اس لیے صوم الدھر سے ''ہمیشہ کا روزہ'' ہی مراد ہے۔

میں نے فتاویٰ ابن تیمیہ (جلد ۲۲' ص ۳۰۰) کا حوالہ اس لیے دیا ہے کیونکہ اس صفحہ پر ابن تیمیہ نے ایک نئی فصل باندھی ہے جو صفحہ ۳۱۵ تک پھیلی ہوئی ہے۔ اس فصل میں امام ابن تیمیہ نے رات کے قیام اور دن کے روزوں' قراءتِ قرآن اور حلال وحرام کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ پر تفصیل سے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ ان باتوں میں میانہ روی اختیار کرنی چاہیے اور غلو سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے آیت مذکورہ (المائدۃ:۸۷) کا حوالہ دے کر اس کی تشریح فرمائی ہے۔ یہ قطعی طور پر غلط حوالہ نہیں' بلکہ تبصرہ نگار نے خواہ مخواہ بال کی کھال اتارنے کی کوشش کی ہے۔

میں فاضل تبصرہ نگار کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مضمون کی افادیت کو تسلیم کرتے ہوئے بعض غلطیوں کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی میں انہیں مشورہ دیتا ہوں کہ کسی مضمون کو پڑھتے وقت یہ خیال نہیں کرنا چاہیے کہ میں نے ہر صورت میں اس کی غلطیاں نکالنی ہیں۔

والسلام
پروفیسر خورشید عالم

بقیہ: اقبال کا پیغام

حقیقت حال یہ ہے کہ اقبال کا نصف کلام مسلمانوں کی عدم توجہ یا عدم اعتناء کی وجہ سے obsolete یعنی منسوخ اور متروک ہو چکا ہے۔ مثلاً:

نغمۂ خاموش دارد سازِ وقت غوطہ در دل زن کہ بینی رازِ وقت

(اسرار ورموز: وقت)

(سازِ وقت نغمۂ خاموش رکھتا ہے اور اگر تو زمان کے راز سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اپنے دل میں غوطہ لگا۔)

مدّاحین وعاشقانِ اقبال میں سے کتنوں نے (اپنے دل میں) غوطہ لگایا ہے؟

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن!

کتنے عاشقانِ اقبال آج تک اپنے من میں ڈوبے ہیں؟ اس قسم کے اشعار سینکڑوں سے متجاوز ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ اقبال کا کلام ایک پیغام ہے اور پیغام پر عمل کرنا لازمی ہے۔ صرف اس کی داد یا تحسین ایک فعل عبث ہے۔ مثلاً طبیب کا نسخہ' اگر مریض اسے استعمال کرنے کے بجائے صرف زبان سے اس کی تحسین کرتا رہے گا تو اس کے مرض کا کبھی ازالہ نہیں ہو سکے گا۔

* * *